

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ضبط و ترتیب : مولانا مفتی محمد اللہ حقانی

درس ترمذی شریف

نظام اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی امام ترمذی کی جامع السن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی کراہیۃ القران بین التمرتین دو کھجوروں کو ملا کر کھانا مکروہ ہے

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد الزبیری وعبد الله عن الثوری عن جبلة بن سحیم عن ابن عمر قال نہی رسول الله ﷺ ان یقرن بین التمرتین حتی یستاذن صاحبه. وفي الباب عن سعد ولی ابی بکر هذا حدیث حسن صحیح.

ترجمہ : ہمیں محمود بن غیلان نے روایت کی ان کو ابو احمد الزبیری اور عبید اللہ نے روایت کی انہوں نے سفیان الثوری سے انہوں نے جبلة بن سحیم سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے آپؐ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور ملا کر کھانے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے اجازت جو کھجور کھانے میں ان کے ساتھ شریک ہے۔ اس باب میں سعد مولیٰ ابو بکر سے بھی روایت مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح : اس باب میں بھی رسول اللہ ﷺ کھانے کا ایک اور ادب بیان فرماتے ہیں کہ جب کھانا ایک نوع کا ہو اور شرکاء زیادہ ہوں تو ایک ساتھ کھانے کی صورت میں ایک ایک دانہ اٹھانا چاہیے دو دو اور تین تین نہیں اٹھانا چاہیے چاہے وہ کھجور ہو یا انگور آخر وہ بیادام یا کوئی اور چیز ہو 'یہ اسلئے مناسب نہیں اس میں کئی قباحتیں ہیں

- (۱) ایک تو حرض اور لالچ پر دلالت کرتا ہے جو عیب ہے۔
- (۲) دوم اس میں اپنے ساتھی کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے تو اس میں غبن اور غصب آتا ہے نہ یہاں اجازت نہیں اس لئے کہ ساتھی نے دس دانے کھجور کھائے ہوئے اور آپ نے دس یا تیس کھائے ہوں گے۔
- (۳) اس میں تیسرا عیب ہے کہ اگر دو یا تین دانے یا قلمے اکٹھے

کھالے تو ممکن ہے کہ اس کے گلے میں انک جائیں۔

بستان صااحبہ، ہاں اگر اپنے ساتھی سے اجازت لے اور وہ اسکی اجازت دے تو پھر جتنا چاہے ملا کر کھائے۔ اسی طرح آج بھی یہی حکم ہے کہ کئی ساتھی اکٹھے کھانا کھا رہے ہیں تو ایک کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تمام یا زیادہ گوشت اپنے سامنے ڈالے اور باقی ساتھیوں کے لئے صرف شوربہ چھوڑ دے بلکہ اپنے دوسرے ساتھیوں کا خیال بھی رکھنا ضروری ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ دوسرے ساتھیوں کو اپنے اوپر ترجیح دے دی جائے۔ اگرچہ اس روایت سے کھجور دو دو ملائی کی کراہت اور ممانعت ثابت ہے مگر تین تین ملائے کا حکم بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا اسی طرح یہ حکم صرف کھجور کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر چیز کیلئے ہے کہ جب ساتھی ایک ساتھ کھانا کھاتے ہوں تو ایک ایک دانہ کھانا چاہیے تاہم اگر اکیلے ہو تو جیسے چاہے کھایا کرے۔

حکم قرآن بین التمرین دو کھجوروں کو ملا کر کھانے کے منع ہونے پر سب علما کا اتفاق ہے البتہ اس کے صفت میں اختلاف ہے کہ آیا یہ نئی حرمت کی ہے یا کراہت اور ادب کی۔ تو اہل ظواہر نے اس کو تحریم پر محمول کیا ہے۔ اور دوسرے اہل علم فقہاء اور محدثین نے کراہت اور سوء ادب پر محمول کیا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر یہ کھانا سب ساتھیوں کا مشترک ہو تو بدون رضا سب کے (ملا کر کھانا) حرام ہے رضا چاہے صراحتاً ہو یا دلالتاً وغیرہ۔ اور اگر کسی ایک کا ہو یا اور لوگ لاپکے ہوں تو صرف ان کی رضا ضروری ہے تاہم اس صورت میں بھی انکے (کھانا لانے والوں) کے علاوہ دوسرے شرکاء سے اجازت لینا بھی مستحب ہے۔ اور اگر کھانا اپنا ہو تو اگر کھانا کم ہو تو دوسروں سے اجازت لینا مناسب ہے تاکہ سوء ظن نہ آجائے۔ اور اگر زیادہ ہو تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ مروت یہ ہے کہ اجازت لے لی جائے۔

علامہ خطائی نے اس نئی کو آپ ﷺ کے زمانے سے خاص کیا ہے کیونکہ اس وقت خوراک کی بہت کمی تھی مگر آج کل خوراک کی فراوانی کی وجہ سے اجازت کی ضرورت نہیں، مگر آپ کی یہ بات صحیح نہیں اس لئے اگر کسی کے بھوکا رہنے کا خوف نہیں مگر دوسرے نقائص ضرور ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اعتبار عموم لفظ کو ہوتا ہے خصوص مورد کا نہیں۔

باب ماجاء فی استجاب التمر

کھجور کا پسندیدہ خوراک ہونا

حدثنا محمد بن سہل عن عسکرو عبد اللہ بن عبد الرحمن قال حدثنا یحییٰ بن

حسان حدثنا سلیمان بن بلال عن ہشام بن عمار عن ابیہ عن عائشة عن النبی ﷺ قال

بیت لاتمر فیہ جیاع اہلہ۔

وفی الباب عن سلمیٰ امراۃ ابی رافع هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه لا

نعرفه من حدیث هشام بن عروہ الامن هذا الوجه۔

ترجمہ: ہمیں محمد بن سہل نے انہوں نے عسکری اور عبد اللہ بن عبد الرحمن سے روایت کی دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن حسان نے اور ان کو سلیمان بن بلال نے اور انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور آپؐ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔

اس باب میں حضرت سلمیٰ زوجہ ابی رافع سے بھی روایت مروی ہے یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اس

حدیث کو نہیں جانتے مگر ہشام بن عروہ کی سند سے۔

تشریح: اس باب میں جناب رسول اللہ ﷺ کھجور کے ساتھ پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں کہ کھجور کی موجودگی میں کوئی گھر بھوکا نہیں ہوگا۔

کھجور کا درخت دنیا بھر کے اکثر ممالک میں بکثرت پایا جاتا ہے مگر مشرق وسطیٰ امریکہ اور ایشیائی ممالک میں یہ بکثرت ہوتا ہے۔ پاکستان کے چاروں صوبوں میں یہ درخت موجود ہیں مگر خیرپور ڈیرہ غازی خان اور ملتان وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ بعض علاقوں میں کھجور کی کئی اقسام کی کاشت بھی کی جاتی ہیں۔

کھجور میں نرمادہ:

کھجور میں دیگر نباتات کی طرح مذکر و مونث بھی ہیں۔ مذکر کھجور پھل نہیں دیتا مگر اس کا دانہ مونث پودوں کو بار آور کر دیتا ہے یہ دانے یا تو ہوا کے ذریعے پھینچتے ہیں یا باغبان خود پہنچاتے ہیں۔

کھجور کی عمر:

یہ درخت دوسرے درختوں کی نسبت زیادہ عمر والا ہوتا ہے یہ تقریباً ۵۰ سال تک اس کی عمر ہوتی ہے اور اس کا پھل کچھوں کی شکل میں ہوتا ہے بھس کچھوں میں ایک ایک ہزار دانے ہوتے ہیں۔

مذہب اور کھجور:

دنیا میں جتنے بھی مذاہب آسمانی یا خود ساختہ رائج ہیں اکثر میں کھجور کو مقدس مانا گیا ہے ہندو اس کو اپنے درگاہوں میں پوجا کے لئے رکھتے ہیں۔ عیسائی اپنے تہوار انی پر مناتے ہیں اور اسلام میں تو اس کی اتنی اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مسلمان درخت فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس کا ذکر موجود ہے۔

تورات اور انجیل میں تو اس کا ذکر بھی ہے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی ہے۔

گزشتہ ایواب میں پڑھ چکے ہیں۔ حدیث کی دوسری کتابوں مثلاً بخاری، مسلم، ابن ماجہ، اور سنن نسائی وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ کا خود خوب شوق سے کھجور کھانے کا ذکر موجود ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ہرّ کے بیٹے کی روایت ہے: دخل علينا رسول الله ﷺ فقد منا زبدا وتمراً وكان يحب الزبد والتمر۔ کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کے سامنے کھجور اور مکھن پیش کیا اور آپ ﷺ کو مکھن اور کھجور زیادہ پسند کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے شادی کے موقع پر ولیمہ میں لوگوں کو کھجور ہی کھلاتے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

فدعوت المسلمين الى وليمة امر بالا نطاع فبسطه فالحقن عليها التمر والذقة والسمن۔

”میں نے مسلمانوں کو ولیمہ کیلئے بلایا جب چڑے کا دسٹر خوان بچھایا گیا تو اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا“ اسی طرح اور بھی بہت ساری روایات کھجور کی افادیت پر درال ہیں۔

کھجور کے فوائد:

اللہ تعالیٰ نے کھجور کے اندر بے شمار فوائد رکھے ہیں جب کسی کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو بطور گھٹی استعمال کرنا بہت زیادہ مفید ہے۔ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس نوزائیدہ بچوں کو کھجور بطور گھٹی استعمال کراتے تھے۔ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ فرماتی ہیں جب عبد اللہ بن زبیر قباً میں پیدا ہوئے:

فاتيت به رسول الله ﷺ فوضعت في حجره دعا بتمرة فمضغها ثم تغل في فيه ثم حنكه ثم دعاه و برك عليه فكان اول مولود ولد في الاسلام۔

میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی اور آپ کی گود میں ڈال دیا آپؐ نے کھجور منگوائی اور اسے اپنے منہ میں چبایا اور پھر اپنا لعاب اور کھجور دونوں بچے کے منہ میں ڈال کر اسکے تالوں پر لگا دیا اور اسے برکت کی دعا کی اور یہ پہلا بچہ تھا جو عہد اسلام میں پیدا ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کئی بچوں کو اسی طرح گھٹی دے چکے تھے، طب نبویؐ کے ماہرین حکما اور علماء نے اس کے کئی فوائد لکھے ہیں:

☆ نمار منہ کھانے سے پیٹ کے اندر کیڑے مر جاتے ہیں۔

مسند الفردوس میں آپ ﷺ کی روایت ہے کہ کلاوا التمر على الرقيق فانه يقتل الدود کہ تم نمار منہ کھجور کھایا کریں یہ کیڑوں کو قتل کر دیتا ہے۔

☆ روایت سے ثابت ہے کہ جذام کیلئے بھی کھجور مفید ہے رسول کریمؐ نے خود جذامی کیلئے تجویز کئے تھے۔
☆ دل کے دورہ کیلئے بھی فائدہ مند ہے۔ ابو داؤد میں آپ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا واقعہ دورہ قلب میں پڑھ چکے ہوں گے۔ آپؐ نے اس کیلئے کھجور ہی تجویز فرمائی تھی۔

☆ چونکہ اس کی طبیعت گرم ہے اسلئے حیض و نفاس کے ایام میں بھی فائدہ مند ہیں۔
☆ کھجور کی گھٹی جب جلا کر دانتوں پر مٹی جائے تو دانت کی صفائی کیسا تھ ساتھ اسکی بدبو بھی ختم ہو جاتی ہے
☆ کھجور کے کھانے سے بدن میں قوت آتی ہے اور صفرائی مرض جو کمزوری کی وجہ سے پیدا ہو چکی ہو تو اس کے دور کرنے میں مفید ہے۔

☆ اسی طرح قوت باہ اور جسمانی قوت کے لئے بھی ایک مفید خوراک ہے۔
☆ کھجور کے درخت سے جو گوند نکلتا ہے یہ آنتوں گردوں اور پیشاب کی نالیوں میں سوزش ہوتی ہے اس کے استعمال سے تکلیف ختم یا کم ہو جاتی ہے۔
☆ کھجور کے کھانے سے پرانی قبض دور ہو جاتی ہے اسی طرح تپ دق کے مرض میں جلا ٹھنص کیلئے کار آمد ہے۔

تو اس باب میں کھجور کی فضیلت اور اس کا پسندیدہ ہونا بیان ہو رہا ہے اس لئے کہ انتخاب کا تعلق افعال و اعمال سے ہوتا ہے جبکہ کھجور کوئی عمل نہیں کہ ہم اس کو فرض یا واجب یا مستحب کہیں۔ اشیاء کے ساتھ ان کا تعلق نہیں ہوتا لیکن یہاں انتخاب التمر سے مراد معنی شرعی نہیں بلکہ انتخاب لغوی یعنی محبوب ماننا مراد ہے تو گویا باب کا مطلب کھجور کی افضلیت اور اس کا محبوب ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگر کسی کے گھر میں گندم، مکئی یا آٹا وغیرہ اور دوسری اشیاء کھانے پینے کی نہ ہوں مگر صرف کھجور کی ایک بوری پڑی ہے تو یہ بھی رزق الہی ہے۔ اس پر شکر ادا کرنا چاہیے ناشکری مناسب نہیں۔

انغرض کھجور بھی ایک قسم کی خوراک ہے کسی گھر میں یہ بھی نہ ہوں تو اس گھر والے بھوکے کھلا سکتے ہیں ورنہ نہیں اسی طرح اس باب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس گھر میں دوسرے بہت ساری اشیاء خوردنی ہوں لیکن کھجور بھی برکت کے لئے گھر میں ہونے چاہیے۔

بیت لاتمر فیہ جیاع اہلہ:

اس روایت کا مطلب یہ نہیں کہ جس گھر میں کھجور نہ ہو اور باقی بہت ساری نعمتیں مثلاً گندم، مکئی وغیرہ موجود ہو تو وہ گھر والے بھوکے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو باقی نعمتیں نہیں دی ہیں اور ان کے گھر میں کھجور بھی نہیں تو یہ لوگ اپنے آپ کو بھوکے کہہ سکتے ہیں اور اگر دوسری نعمتیں نہ ہوں اور صرف

کھجور ہو تو اپنے آپ کو بھوکے نہیں کہہ سکتے۔

اسی طرح جب کسی ملک میں صرف کھجور ہی موجود ہوں اور باقی اشیاء نہ ہوں تو وہ ملک کھانے کے معاملے میں خود کفیل ہے 'نقطہ زدہ نہیں۔ اسی طرح ایک گھر میں صرف گندم ہو اور باقی اشیاء نہ ہوں تو وہ گھر والے بھوکے نہیں کہہ سکتے اور اگر کسی گھر یا ملک میں صرف مکی موجود ہو تو وہ لوگ بھی بھوکے نہیں۔

لہذا باب کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی گھر یا ملک میں کوئی ایک نعمت خداوندی موجود ہو تو اس کے باشندے اپنے آپ کو بھوکا نہ کہیں بلکہ قناعت کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اس میں قناعت شعاری کی تلقین ہے باب کی روایت کھجور کا ذکر اس لئے ہے کہ عرب اور اس کے گرد نواح میں صرف کھجور پائی جاتی ہیں۔

باب فی الحمد علی الطعام اذا فرغ منه

کھانے سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا چاہیے

حدثنا هناد و محمود بن غيلان فالا حدثنا ابواسامة زكريا بن ابى زائدة عن سعيد بن ابى برة عن انس بن مالك ان النبي ﷺ قال ان الله ليرضى عن العبدان ياكل الاكلة او يشرب الشربة فيحمده عليها.

وفى الباب عن عقبه بن عامر وابى سعيد وعائشة وابى ايوب وابى هريرة.

هذا حديث حسن وقد رواه غير واحد عن زكريا بن ابى زائدة نحوه ولا نمره الامن زكريا بن ابى زائدة.

ترجمہ: ہمیں ہناد اور محمود بن غیلان نے روایت کی ہے دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں ابواسامہ زکریا بن ابی زائدہ نے روایت کی انہوں نے سعید بن ابی برة سے انس بن مالک سے آپؐ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اس بندے سے کہ جب وہ ایک لقمہ بھی کھائے یا ایک گھونٹ پانی پئے اور پھر اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے شکر ادا کرے۔

اس باب میں عقبہ بن عامرؒ ابو سعید الخدریؒ حضرت عائشہؓ ابو ایوبؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی روایات مروی ہیں۔

یہ حدیث حسن ہے اور بہت سارے لوگ زکریا بن ابی زائدہ سے اس طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں اور ہم نہیں جانتے اس حدیث کو طبر زکریا بن ابی زائدہ کی سند سے۔

تشریح: اس باب میں یہ کھانے پینے کا ایک اہم ادب بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تعریف حمد و ثنا کرنا چاہیے اس لئے کہ ہر قدم پر انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات میں ڈوبا ہوا ہے تو ہر ایک نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ نعمت کی شکر گزاری حمد باری تعالیٰ ہے کھانا بھی ایک عظیم نعمت ہے انسان اس کی وجہ سے زندہ سلامت رہتا ہے تو جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہیے اور یہ دعا پڑھنی چاہیے: الحمد لله الذى اطعمنا وسقنا وجعلنا من المسلمين اگرچہ صرف الحمد للہ کہنا بھی کافی ہے۔ نعمت کو ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور جب فارغ ہو جائے تو الحمد للہ پڑھے۔

قال ان الله ليروض عن العبد: اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے کہ جب کوئی بندہ ایک وقت مثلاً صبح کا ناشتہ کرے تو یہ ایک اکلہ ہو یا دوپہر کا کھانا کھانے اور فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں یا صبح چائے پئے یا دوپہر کو چائے یا کسی اور وقت چائے پیانی پئے تو وہ ایک شربتہ ہے اور اس پر اللہ کی تعریف کرے تو اللہ اس پر بہت خوش ہوتا ہے۔

الاکلة:

یہ لفظ دو طرح سے پڑھا جاتا ہے الاکلة بضم الهمز، اس کا معنی لقمہ یعنی جب ایک لقمہ کھائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف و حمد ثابیان کرے۔

الاکلة:

بفتح الهمز، بروزن فعلة اس کا معنی ہے ایک بار کھانا جس میں دوپہر کا کھانا یا عشاء کا کھانا صبح کا ناشتہ وغیرہ پیٹ بھر کر شامل ہے۔

اس لئے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اکلہ اس ایک بار کھانے کو کہا جاتا ہے جو پیٹ بھر کر ہو۔ یہاں الاکلہ بفتح الهمز زیادہ مناسب اور موافق ہے۔

الشربة:

اسی طرح الشربة میں بھی دونوں احتمال ہیں اور اس کی تفصیل بھی یہی ہے کہ بضم الشین ایک گھونٹ کو کہا جاتا ہے اور بفتح الشین ایک بار پیٹ بھر کر پینے کو کہا جاتا ہے جو یہاں مراد ہے۔ ترکیب میں دونوں اپنے عوامل کے لئے مفعول مطلق واقع ہیں اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہر ہر لقمے اور ہر ہر گھونٹ پر بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہے۔

فیحمدہ:

اگرچہ محمد کو ان کی تقدیر کی وجہ سے منصوص نہ تھا تاہم ان کا مکر والہ برصہ حالت رفعی بھی جائز ہے۔

باب ماجاء علی ما کان یاکل النبی ﷺ

نبی کریم ﷺ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے

حدثنا محمد بن البشار حدثنا معاذ بن بشام حدثني أبي عن يونس عن قتادة عن انس قال ماکل النبی ﷺ علی خوان ولا سکرجة ولا خبرله مر قق فقلت لقتادة فعلى ماکانوا یاکلون؟ قال علی هذه السفر

هذا حدیث حسن غریب قال محمد بن بشار : یونس هذا هو یونس الاسکاف وقد روى عبدالوارث عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن انس نحوه.

ترجمہ : ہمیں محمد بن بشار نے بیان کیا ان کو معاذ بن بشام نے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انسؓ سے آپؐ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میز پر نہیں کھایا نہ چھوٹی ٹشتری میں کھایا نہ آپؐ کے لئے چپاتی پکائی گئی۔ تو میں نے قتادہ سے کہا کہ پھر آپؐ کس چیز پر کھاتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ان چڑے کے دست خوانوں پر۔

یہ حدیث حسن غریب ہے محمد بن بشار نے کہا کہ یونس سے مراد یونس الاسکاف ہے اور عبدالوارث نے روایت کی سعید بن ابی عروبة سے انہوں نے قتادہ سے اور انہوں نے حضرت انسؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

تشریح : حضور نبی کریم ﷺ کھانا پینا کس طریقے پر فرماتے تھے۔ پہلے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ کھانا کھانے کے لئے اچھی بیت کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ لوگ تو کھڑے کھڑے بھی کھانا کھاتے ہیں کرسیوں پر بیٹھ کر بھی خوراک کھاتے ہیں۔ یہ تمام طریقے تلبر اور عیاشی کے ہیں تو اسلام یہ کہتا ہے کہ وہ طریقے اختیار کرنے چاہیے کہ اس میں نعمت کی تعظیم ہو اور تعظیم منعم بھی ہو اگر جیسا کہ تم کھڑے کھڑے یا چلتے پھرتے ہوئے کھانا کھاتے ہو تو گویا تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری اور بے قدری کرتے ہو اس لئے تو آپ ﷺ نے یہ طریقے اختیار نہیں فرمائے۔ جو طریقے تکبر تفاخر اور کفران نعمت پر دلالت کرتے ہیں۔ یا امتناع بطن کی حالت میں کثرت اکل کا باعث بن جاتے ہیں۔

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا معاذ (الی آخر السند) (قال ماکل النبی علی خوان) رسول اللہ ﷺ نے خوان پر کھانا نہیں کھایا خوان مالہ قوائم صغار خوان وہ ہے جس کے چھوٹے چھوٹے پاؤں ہوں۔

جیسا کہ ہماری © rasailojaraid.com دیکھتے ہیں اور اس پر خوانچہ رکھتے

ہیں پلیٹ اور شٹ رکھتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں جو بالکل میز ہوتی ہے اور لوگ اس کے لئے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور ایک وہ جس پر عرب وغیرہ کے ملکوں کا دستور ہے کہ ایک تپائی کی طرح کی بلند چیز ہوتی ہے 'مربع ہوتی ہے یا گول ہوتی ہے جو تقریباً آدھا فٹ بلند ہوتی ہے اس پر خوراک کرتے ہیں۔

خوان کس زبان کا لفظ ہے؟

خوان فارسی زبان کا لفظ ہے اور یہ اس سے معرب ہے خوان (بالفتح) بھی اسے کہتے ہیں اور خوان (بالکسر) بھی کہتے ہیں ابن النارس فرماتے ہیں کہ یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور فارسی سے معرب ہو کر عربی بنا ہے اور بعض اہل لغت فرماتے ہیں کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے تو یہ پھر یہ خان یخون سے ہے۔ اور خیانت کا معنی ایک چیز کا ختم کرنا ہے کم کرنا یا گھٹانا ہے تو فرماتے ہیں کہ لاناہ یخون ماعلیہ تو خوانچہ میں جو بھی اچھے اچھے کھانے کھے ہوئے ہوتے ہیں تو دس منٹوں کے بعد دیکھنے پر ہر چیز غائب ہو جاتی ہے خیانت اگرچہ ناجائز امور میں آتی ہے۔ لیکن مطلق ایک چیز کا گھٹانا، ختم کرنا اسے بھی خیانت کہا جاتا ہے خائن ہوا۔ کہتے ہیں کہ چیز اس نے کھائی۔ لاناہ یخون ماعلیہ یعنی لاناہ ینقص ماعلیہ برکھیل لطیفہ عرض ہے کہ یہ آجکل جو خاناہ (خوانین) کا لفظ ہے یہ بھی اس مادے سے لگتا ہے اس لئے کہ یہ لوگ بھی قومی اموال کے ساتھ خیانت کرتے ہیں۔

مائدہ کی تحقیق:

اسی طرح خوانچے کی جائے ایک لفظ استعمال ہوتا ہے جسے مائدہ کہا جاتا ہے۔ مائدہ بھی دستر خوان کے لئے بولا جاتا ہے۔ تو یہ ظرف ہے اس پر لوگ کھانے کھاتے ہیں مائدہ مید سے ہے اور مید کہا جاتا ہے حرکت کو مادہ یمید یعنی حرکت کرنا۔ ان تمید بکم۔ قرآن میں یہ سب کچھ ہے یعنی ان لا تمید بکم یعنی پہاڑ ہم نے ٹھوٹک دیئے زمین پر تاکہ جمولے کی طرح متحرک نہ ہو تو اب مائدہ کو مائدہ کیوں کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس پر حرکت ہی حرکت ہو اُکرتی ہے تو جب بھی اس پر کسی کے سامنے خوراک رکھی جاتی ہے تو ہاتھ تمام کے تمام حرکت میں آجاتے ہیں۔ یہ شٹ لیتے ہیں وہ لیتے ہیں یعنی تمام ہاتھ حرکت میں ہو جاتے ہیں تو حرکت اس کے ساتھ لازم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مقامات میں ہے کہ ابو زید مکب علی اعمال یدیہ یعنی ابو زید دونوں سے کھانا میں لگا ہوا تھا۔

ولا فی سکر جة:

نہ رسول کریم ﷺ نے چھوٹے چھوٹے طشتوں اور پلیٹوں میں کھانا تناول فرمایا ہے۔ آج کل دیکھا ہو گا بڑے بڑے لوگ میں خوراک ڈالی جاتی ہے۔ پھر اس سے لوگ چھوٹے چھوٹے برتنوں (پلیٹوں) میں ڈالتے ہیں اور یہ اب عام رواج بن چکا ہے یہ بھی متفرقین کی عادت ہے۔ اور وہاں تو ہانسی تھی۔ ایک بڑے کاسے میں ترکاری ڈالی

جاتی تھی اور تمام ساتھی اس کے گرد جمع ہو جاتے اور اکٹھے کھانا شروع فرماتے۔

سکرچہ کی تحقیق :

یہ سکرچہ مضموم ہے تینوں حروف کے ساتھ بالضم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ساکن اس میں آتا ہے ”فتح را“ کے ساتھ اور ضم کے ساتھ بھی دونوں لغات موجود ہیں یہ بھی فارسی سے مشتق ہے۔ دوسرا معنی اس کا یہ ہے کہ اصل خوراک کے علاوہ آس پاس کی چھوٹی چھوٹی پلینوں میں دیگر خوارکیں ڈالی جاتی ہیں وہ جیسا کہ افغانی باشندوں عربوں وغیرہ کا یہ طریقہ ہے کہ چاول کے ساتھ چھوٹی چھوٹی پلیٹ، پیاز ٹماٹر اور سلا دیں رکھی جاتی ہیں۔ اسے جوارشات اور قواقع کہتے ہیں یعنی چٹنیاں اور مرہ وغیرہ تو یہ چیزیں اشتہاء زیادہ کرتی ہیں ذائقہ اور مزہ بھی زیادہ کرتی ہیں۔

آپ کی زندگی بے تکلف تھی :

حضور کریم ﷺ یہ تکلفات نہیں فرماتے تھے اور اتنا کچھ ہوتا بھی نہیں تھا حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے میں دو خوراک جمع نہیں فرمائی۔ دو قسم کا سالن ایک وقت میں دسترخوان پر موجود نہ ہوتا تھا کبھی تو ایسا زمانہ بھی آیا کہ دودو مہینوں تک گھر میں آگ تک نہ جلتی تھی اور جب کبھی ایک کھانا پک جاتا تو صرف ایک ترکاری ہو کر رہتی تھی۔ اور ایک ترکاری کے لئے ایک ہی برتن ہوتا ہے۔ اور سکرچہ تو تب لایا جاتا ہے کہ مختلف انواع کی چیزیں جیسا کہ چٹنیاں مرہ اور اچار وغیرہ ہو اب بھی پشتو میں بہت سارے الفاظ ایسے ملتے ہیں تو یہ بھی فارسی سے عربی میں چلا گیا اور میرے خیال میں پشتو کا لفظ شکور بھی اس سے ملتا جلتا لگتا ہے جس میں روٹیاں چنی جاتی ہیں۔

ولا خبز له مرقق تو حضور اقدس کیلئے نہیں پکتی تھی یہ چھوٹی چھوٹی زم روٹی رقیق رقیق رقاق نرمی کے لئے بولا جاتا ہے تو وہ جب بالکل آٹا میدہ بن جائے اور چھانا جائے اور ہر قسم کا بھوسہ اس سے نکالا جائے تو اسے ہم میدہ آٹا کہتے ہیں اور ایسے جو بھوسے وغیرہ کے ساتھ ہو تو اس سے موٹی روٹی پکتی ہے۔ حضور کریم کے زمانے میں یہ تکلفات بھی نہ تھے اس لئے کہ ایک طرف تو یہ اکثر اکل ہے یہ اچار یہ چٹنیاں یہ پیاز اور یہ باریک روٹیاں جب آدمی کے سامنے رکھی جاتی ہیں تو آدمی سمجھ نہیں پاتا اور بہت زیادہ کھا لیتا ہے تو جو صورتیں اکثر اکل کا ذریعہ بنتی ہیں تو انجام اس کا نقصان دہ ہوتا ہے۔ تو آپ کیسے چنا ہوا آٹا پکاتے تھے اسلئے کہ لم یکن لہم غرابیل۔ غرابیل چھاننے کے آلے کو کہا جاتا ہے تو غلیل اب میری زبان پر آیا تو غلیل بھی پشتو کا لفظ غریل سے نکلتا ہوا لگتا ہے غریل سے غلیل بنا۔ پشتو عربی کے بہت قریب ہے تو یہ اسے نہیں کہتے اور غلیل میں نے کسی اور زبان میں نہیں سنا ہے۔ اکثر حضور کریم کے لئے جو کچھ آٹا پکاتا تھا مرہ تھا۔ رسول کریم ﷺ کیلئے نہیں پکتے تھے

حضرت یونسؑ حضرت قتادہؓ کے شاگرد تھے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ کو کما علی ماکانوا یا کلون حرف جار جب ماپر داخل ہو جائے تو بغیر الف کے بلا جاتا ہے اور الف کے ساتھ بھی روایت آئی ہے علی ماکان یشتمنی لیثم شرح جامی میں ہے۔ تو یہ تابعین حضرات پھر بتائیوں پر کھانا کھاتے ہوں گے۔ اس زمانے میں یہ طریقہ رائج ہوا ہوگا۔ تابعینؓ کے دور میں یہ پلیٹیں اور تحفلات وغیرہ رائج ہو چکے ہوں گے تو پوچھا گیا کہ پھر وہ بعد میں خوراک آخر کس طرح کھاتے تھے۔

قال علی هذا السفر۔ دسترخوان پھر بعد میں تیار ہوئے اب تو پلاسٹک اور کپڑے دونوں قسم کے دسترخوان کو سفرہ کہتے ہیں۔ تو اس زمانے میں صرف کھال کے دسترخوان کو سفرہ کہا جاتا تھا۔ نبی لمبی کھالیں خشک کی جاتیں انہیں سفرہ کہا جاتا ہے۔ یہ کس سے نکلا ہے تو سفرہ سفر سے نکلا ہے۔

سافر جب سفر پر جاتے تو ایک بیگ جیسی چیز ساتھ ہوتی۔ جس میں سفر کا سامان اور زادراہ موجود ہوتا تھا۔ مایتخذہ المسافر تذاذ السفر۔ اب بھی بعض علاقوں میں لوگوں کے ساتھ کھالوں کی اس طرح کی چیز تھیلا جیسی ہوتی ہے اگر اطلاق اب عام ہے سفر کی بات اب چلی گئی اب مطلقاً دسترخوان کو بلا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے طلبہ میں تھوڑا تھوڑا کھانا لوگوں سے جمع کرتے اور ایک چھوٹی سی چٹائی نیچے ڈالتے۔ اکثر الامام صاحب کا مصلیٰ بچھا دیتے اور مصلیٰ اکثر اوقات بالکل زرد ہو جاتا۔

اکوڑہ والوں کا ابتدائی تعاون :

ابتداء میں اکوڑہ خٹک کے لوگوں نے طلباء کے ساتھ بہت زیادہ تعاون کیا تھا اکوڑہ خٹک کے بانیوں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ساتھ محبت اور تعاون کیا ہے دس دس 'تیس تیس' طلباء ہر مسجد میں موجود ہوتے تھے اور تین چار سو طلباء ہوتے تھے۔ لیکن بعد میں لوگوں کی دلچسپی طلبہ سے کم ہو گئی کہ وہ مسجد کے رہن سہن کے آداب کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ سال کے آخر میں مولانا صاحبؒ سے شکایتیں کرتے تھے اور مسجد کا مصلیٰ لاتے تھے۔ اور اسے ایک کیل کے سہارے لٹکاتے اور اس میں روٹیاں تمام کی تمام ڈال دیا کرتے تھے۔ تو ان عادات پر لوگ شکایت کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہم مسجد میں طالبان کو نہیں چھوڑتے مولانا صاحبؒ ان سے منت سماجت فرماتے اور لوگوں کو سمجھاتے اور روزانہ طلباء کو بھی طرح طرح کی نصیحتیں فرماتے۔ عصر کی نماز دارالعلوم میں حضرت مولانا صاحبؒ خود پڑھاتے تھے۔ اور پھر طلباء کو نصیحتیں فرماتے اصل مرکز تو وہ مسجد قدیم تھی۔ دس 'پندرہ' منٹ نماز کے بعد پوری تربیتی باتیں ہوتی تھیں۔ بہر حال اسے سفرہ کہا جاتا ہے حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں یہ تحفلات نہ ہوا کرتی تھیں ایک گول لہنا دسترخوان ہوا کرتا تھا اور اس پر تمام کے تمام

اکابرین کی سادگی اور اتباع سنت :

یہ طریقے ہمارے اکابرین حضرات کی زندگی میں ہوتا ہم سب کے شیخ الشیخ حضرت مولانا حسین احمد مدنی ہر معاملہ میں احیاء سنت کی انتہائی کوشش فرمانے میں انتہاء تک پہنچ چکے تھے کوئی بھی عنوان طریقہ نہیں چھوڑتے۔ اس زمانے میں آپ برصغیر کے بہت بڑے لیڈر 'سیاستدان' بڑے مجاہد اور اعلیٰ درجے کے مدرس 'عالم' دین تھے تمام خدایاں آپ میں جمع تھیں دنیا کے بڑے بڑے لوگ آپ کے دستر خوان پر آتے، وزیر اعلیٰ بھی ہوتے تھے حتیٰ کہ ہندو اور سکھ بھی آتے اور ان کی عظمت اخلاق ہی تھی کہ آپ ان سے کراہت محسوس نہیں کرتے تھے ایسے بھی حالات سامنے آئے کہ ریل گاڑی میں بیٹھے ہیں عام درجے کے ذب میں سفر کرتے ہیں۔ گاڑی میں سکھ بھی ہیں اور ہندو بھی۔ ایک ہندو ساتھ میں بیٹھے تھے کھڑے ہو گئے، لیٹرین گئے تو فوراً واپس آئے اور ناک بھوں چڑھائی دوبارہ آئے اور بیٹھے گئے تو حضرت مدنی صاحبؒ سمجھ گئے کہ ضرور کچھ ہے لہذا آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور لیٹرین کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ غلاظت سے بھر اڑا ہے تو حضرت مدنی صاحبؒ سمجھ گئے۔ سگریٹ کی ڈبیاں جمع کیں اور ان پر پانی بہایا اور بہت مشکل سے اور تکلیف کے ساتھ اس لیٹرین کو صاف کیا۔

یہ تمہارے اکابرین حضرات رحمہم اللہ اجمعین کے حالات ہیں۔ انسانیت بدرجہ اتم ان میں موجود تھی پھر اسی آدمی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ کیا آپ کو اندر کچھ تکلیف محسوس ہوئی تو اس نے کہا کہ لیٹرین گندی ہے تو حضرت مدنیؒ نے اس سے کہا کہ نہیں وہ تو اندر سے صاف ہے۔ بہر حال ان کے دستر خوان پر تمام مذاہب کے لوگ جمع ہوتے تھے ان کے اخلاق عظیم تھے۔ ایک بڑا دستر خوان جو اتباع سنت میں کھال کا تھلہ چھایا گیا ہو تا اور ہر قسم کے لوگ اس سے سیر ہوتے۔ اور وہاں ایک دستر خوان پر خوراک کھاتے تقریباً سو ایک سو بیس آدمی اس دستر خوان پر مہمان بن کر جمع ہوتے تھے دیوبند میں ان کے مطعم پر بالکل اسی طرح کا طریقہ رائج تھا اور بڑے بڑے پیالے لائے جاتے اور اس میں تمام کے تمام شریک ہوتے اور تمام ایک جگہ پر خوراک کھاتے۔

جب ایک آدمی اگر تھوڑا سا گنہگار ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ کیسا بندہ ہے دائرہ منڈھائی ہے۔ لڑکو! اسے پرے ہٹاؤ یہ خبیث ہے اپنے سے اس کو ہم الگ تھلگ کر لیتے ہیں۔ یہ اسلام اور مذہب کا وطرہ نہیں اور نہ ہی اخلاق عظیم ہے اور نہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا انداز ہے حضور کریم ﷺ نے تو عیسائیوں کے بھی ہاتھ دھوئے ہیں جب وہ مسجد میں آتے۔ لہذا ہم بھی اتباع سنت میں اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلو اور کھانا پینا، رہن سہن سب کچھ آپ ﷺ کے طریقے پر کرو۔